رفیع ازہر کی ادب دوستی

حافظہ عائشہ صدیقہ

Hafiza Ayesha Saddiqa

M.PhilScholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

صبا انور

Saba Anwar

M.PhilScholar, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

"Muhammad Rafi Azhar, Subedar in EME core, is a multitalented personality having literary taste which is reflected in his writings. He has mature writing style whether it's prose or poetry which is highly appreciated by prominent Urdu writers. He has many published research articles on his credit. He is one of those army person who are contributing in Urdu literature. This article is an ensemble illuminating his efforts and covering every genre of his writings. It is an endeavor to pay tribute to those writers belonging to armed forces.

شعور ایک ایسی نعمت ہے جو خدا نے اپنی تمام مخلوقات میں سے صرف انسان کو عطا کیا ہے۔ انسان جوں جوں شعور کی منزلیں طے کرتا چلا جاتا ہے، کائنات کے رموز اس پر آشکار ہونے لگتے ہیں۔ زندگی کی نئی جہتیں سامنے آتی ہیں۔ سوچ کے زاویے بدلنے لگتے ہیں اور فکر کے کئی دریچے وا ہوتے ہیں۔ وہ خیالات اور تصورات کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے۔ انھی تصورات ونظریات کے اظہار کے لیے وہ قلم کا سہارا لیتا ہے اور اپنی فکر کو سپردِ قلم کرتا ہے۔ اپنی فکرِ رسا کو اس انداز سے لفظوں کا جامہ پہنانا کہ سوچ کی گہرائی، نظریات کی پختگی، جامعیت کے ساتھ واضح ہو، یہ ایک فن ہے۔ فن کی حد لامحدود ہوتی ہے۔ یہ فن علم ودانش کے مکتبوں میں بھی نظر آتا ہے اور کبھی سرحدوں پر بیٹھے پاک فوج کے جوانوں کے اندر خداداد صلاحیت کی صورت میں ودیعت کیا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

رفیع ازہر کا شمار بھی اس فن کی دولت سے مالا مال ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کی تحاریر میں تحسین وتنقید، تحقیق وتدقیق اور تجزیہ ومحاکمہ کی رنگارنگی پائی جاتی ہے۔

پاک فوج کا یہ جوان ۱۲۹گست ۱۹۷۱ء کو پیدا ہوا۔ان کے آباؤ اجداد جالندھر سے ہجرت کر کے سرگودھا آئے اور پھر کراچی میں سکونت اختیار کی۔

رفیع ازہر پاک آرمی کے EME کور میں بحیثیت جونیئر کمیشن آفیسر،صوبیدار کے عہدے پر اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔انھوں نے ۱۹۸۸ء میں کراچی سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۹۴ء میں Armed Forces GHQ Board سے ایف۔اے پاس کیا۔۱۹۹۹ء میں یونیورسٹی آف کراچی سے گریجوایشن کی۔۲۰۰۸ء میں ’’ڈاکٹر وزیر آغا کی تنقیدی جہات‘‘ پر مقالہ لکھ کر یونیورسٹی آف سرگودھا سے ایم۔اے اردو کی ڈگری حاصل کی۔(۱)

۲۰۱۲ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم۔فل کی ڈگری لی جس کے مقالے کا موضوع ’’ضیاء النبی کا لسانی جائزہ۔پہلی دو جلدیں‘‘ تھا۔(۲)

۲۰۱۳ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسی سے پی ایچ۔ڈی کا مقالہ ’’ڈاکٹر جمیل جالبی کے تنقیدی افکار۔تحقیقی وتنقیدی مطالعہ‘‘ تاحال جاری ہے۔آرمی فیلڈ میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ مختلف یونیورسٹیوں کی جانب سے منعقد کروائے گئے مباحثی مقابلوں میں بھی حصہ لیتے رہے اور اعزازی اسناد حاصل کرتے رہے۔

رفیع ازہر کا علم اور قلم سے مضبوط رشتہ ان کے اندر موجود غیر معمولی صلاحیتوں کا غماز ہے۔وہ پاک فوج میں اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ساتھ غور وفکر کا دامن تھام کر لکھنے والوں میں بھی شامل ہیں۔یہ ان کی اردو ادب سے محبت اور علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ان کے لکھے گئے مضامین نہ صرف لائق مطالعہ ہیں بلکہ اس میں علم وادب کی کتنی ہی شاخوں سے مزاولت رکھنے والوں کی دلچسپی کا سامان موجود ہے۔

ان کے مضامین میں تحقیقی،تنقیدی، تجزیاتی مواد کا ایک خوش گوار امتزاج وتوازن بخوبی موجود ہے ان کی عرق ریزی سے کی گئی تحقیق نہ صرف سوچ کی نئی جہتیں عطا کرتی ہے۔بلکہ طالبانِ علم کے لیے چراغ راہ کا کام بھی کرتی ہے۔ان کے تحقیقی اور تنقیدی مضامین کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔	تنقیدات وزیر آغا کی تفہیم	اسالیب، سہ ماہی، سرگودھا،شمارہ:۹اپریل تا جون ۲۰۰۹ء
۲۔	اردو میں فنِ تنقید اور جدید تقاضے	سفید چھڑی، ماہنامہ، سرگودھا، جون، جولائی ۲۰۰۹ء
۳۔	ایضاً	قومی زبان، ماہنامہ، کراچی، انجمن ترقی اردو، اکتوبر ۲۰۰۹ء
۴۔	تنقیدات وزیر آغا کی اصطلاحی جہت	اخبار اردو، ماہنامہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، اگست ۲۰۰۹ء
۵۔	تنقیدات وزیر آغا کی تحقیقی جہت	دریافت، اسلام آباد، یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، شمارہ:۹ جنوری ۲۰۱۰ء
۶۔	ایضاً	قومی زبان، ماہنامہ کراچی، انجمن ترقی اردو، ستمبر ۲۰۱۱ء
۷۔	نام کی تبدیلی، تاریخ اور موجودہ صورت حال	سفید چھڑی، ماہنامہ، سرگودھا، مارچ، اپریل، مئی ۲۰۱۰ء
۸۔	لطف وحزن کا ملاپ	سفید چھڑی، ماہنامہ، سرگودھا، اگست ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۰ء

۹۔	تنقیدات وزیر آغا کی سائنسی جہت	اسالیب (ڈاکٹر وزیر آغا نمبر) سہ ماہی، سرگودھا، شمارہ:۱۳، ستمبر تا دسمبر ۲۰۱۱ء
۱۰۔	قومی زبان اردو۔ پندرہ سال کب ختم ہوں گے؟	اخبار اردو، ماہنامہ، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، فروری ۲۰۱۲ء
۱۱۔	ضیاء النبی میں مستعمل اسمائے حسنیٰ کا فنی جائزہ	سفید چھڑی، ماہنامہ، سرگودھا، جلد:۲۲، شمارہ:۹،۱۰ اپریل، مئی ۲۰۱۳ء
۱۲۔	ضیاء النبی کا لسانی جائزہ اور اسما کی اہمیت	جزیرہ، سہ ماہی، جرمنی، شمارہ: مئی تا جولائی ۲۰۱۳ء
۱۳۔	ضیاء النبی میں مستعمل اسماء مصطفےٰ کا فنی جائزہ	ضیائے حرم، ماہنامہ، اسلام آباد، جلد:۴۴، شمارہ:۳ دسمبر ۲۰۱۳ء
۱۴۔	ضیاء النبی میں مستعمل عطفی اور غیر عطفی مرکبات کا فنی جائزہ،	ضیائے تحقیق، فیصل آباد، جی سی یونیورسٹی، جلد ۳، شمارہ ۵، جنوری تا جون ۲۰۱۳ء
۱۵۔	ضیاء النبی میں مستعمل مفردات و مرکبات کا اسلوبیاتی جائزہ	قومی زبان، ماہنامہ، کراچی، انجمن ترقی اردو، ستمبر ۲۰۱۵ء
۱۶۔	''ضیاء النبی'' کے تناظر میں محاورہ اور مرادی معنی	امتزاج، کراچی، جامعہ کراچی، شعبہ اردو، شمارہ ۳، جنوری۔ جون ۲۰۱۵ء
۱۷۔	''ضیاء النبی'' میں اسمائے معرفہ	امتزاج، کراچی، جامعہ کراچی، شعبہ اردو، شمارہ:۴، جولائی۔ دسمبر ۲۰۱۵ء (۳)

رفیع ازہر کا شمار ان خوش نصیب قلم کاروں میں ہوتا ہے جن کی تحریروں کو پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ورنہ پاک فوج کے جوانوں کی ہی غیر معمولی کاوشیں پردہ غیاب میں ہی رہ جاتی ہیں۔

رفیع ازہر کو یہ فخر حاصل ہے کہ اردو ادب کی نابغہ روزگار شخصیات نے اپنے خطوط میں ان کی کاوشوں کو سراہا ہے۔ چونکہ یہ اہل قلم کے خطوط ہیں اس لیے ان کی حیثیت تاریخی بھی ہے اور ادبی بھی۔ یہ خطوط رفیع ازہر کی علمی شخصیت کی شناخت کے گواہ ہیں۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل رفیع ازہر کی تصنیف ''وزیر آغا کے تنقیدی رویے'' کے بارے میں اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں:

> ''وزیر آغا کے رویوں کو آپ نے جہت کے تحت دیکھا اور کوئی جہت چھوڑی نہیں۔ ان جہات کے سبب وزیر آغا کی تنقید کے سب ہی رخ نمایاں ہو جاتے ہیں اور آپ کا تجزیہ و مطالعہ ان سب پر مستزاد ہے۔ مزید آپ نے اپنے مآخذ کو جس طرح نوعی اعتبار سے ترتیب دیا ہے اور اپنے مآخذ کے ضمن میں جس جستجو اور تلاوش و کاوش سے کام لیا ہے یہ سب متاثر کن ہے۔'' (۴)

ڈاکٹر عطش درانی ایک تحقیق کار کی انتقادی کاوش کو سراہتے ہوئے رفیع ازہر کی کتاب ''وزیر آغا کے تنقیدی رویے''

کے بارے میں اپنے مکتوب میں یوں رقم طراز ہیں:

''محمد رفیع ازہر وہ پہلے تحقیق کار ہیں جو ڈاکٹر صاحب کے اصل مقام کو تلاش کرتے ہوئے اس پہلو کو اجاگر کرنے اور ہماری توجہ ادھر مبذول کروانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے اتنی جہات، فکر ونظر دریافت کی ہیں کہ ان کی روشنی میں جدید اردو تنقید کے نقوش بھی واضح ہونے لگتے ہیں۔''(۵)

ڈاکٹر وزیر آغا سے رفیع ازہر کی بالمشافہ ملاقات پر آغا صاحب نے ان کے لکھے گئے مقالے ''ڈاکٹر وزیر آغا کی تنقیدی جہات'' کو خوب سراہا اور ان کے مقالے کو ایم اے اردو کی سطح کا بہت اعلیٰ اور منفرد مقالہ قرار دیا۔ بقول ڈاکٹر وزیر آغا:

''آپ نے تو پی ایچ۔ڈی سطح کا مقالہ لکھ دیا ہے۔''(۶)

یہ تعریفی وتوصیفی کلمات نوآموز لکھاری کے لیے آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر انور سدید، صوبیدار رفیع ازہر کی علمی وادبی اور تحقیقی میدان میں خصوصی رہنمائی کرتے تھے۔ انھیں کی خصوصی دلچسپی کے باعث رفیع ازہر کا ''ڈاکٹر وزیر آغا کی تنقیدی جہات'' کے عنوان سے لکھا گیا مقالہ ''وزیر آغا کے تنقیدی رویے'' کے نام سے شائع ہوا۔(۷)

ڈاکٹر انور سدید کی اس مقالے کی اشاعت کے لیے ذاتی دلچسپی اور شوق ان کے اس مکتوب سے ظاہر ہوتی ہے، جس میں وہ رفیع ازہر کے نام لکھتے ہیں:

''خوشی اس بات کی تھی کہ آپ کی کتاب ''تنقیدات وزیر آغا کی متنوع جہات'' پر یہاں لاہور کے ناشر کے ساتھ بات ہوگئی تھی اور اس نے یہ شرط بھی قبول کر لی تھی کہ وہ اس کتاب کی اشاعت پر ہمیں نقد رائلٹی کی بجائے کم از کم ۲۰ نسخے عنایت فرمائیں گے۔''(۸)

صوبیدار رفیع ازہر قومی زبان اردو سے محبت رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے آئین پاکستان کی روشنی میں اردو زبان کو ملک کے ہر شعبے میں رائج کیا جائے تاکہ ملک کے مختلف طبقات ایک لڑی میں بندھ کر، ملک کی ترقی وترویج کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ملکی درس گاہوں میں اردو زبان کی حکمرانی ہو۔ دفاتر میں تمام خط وکتابت اردو زبان میں انجام دی جائے حتیٰ کہ حکمران بھی عملی طور پر اردو زبان کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔

اردو زبان سے دوری کی بنا پر ہم اپنی تہذیب وثقافت سے کٹ چکے ہیں۔ ہم مشرقی اقدار کی بجائے مغربی اقدار کے دلدادہ ہیں۔ یہ صورتحال ہمارے لیے خوش کن نہیں۔ رفیع ازہر نفاذ اردو کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''آئین کے آرٹیکل ۲۵۱ میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آئین نافذ ہونے کے پندرہ سال بعد تمام سرکاری مراسلات قومی زبان ''اردو'' میں ہوں گے اور دیگر مقاصد کے لیے بھی اردو زبان استعمال کی جائے گی لیکن پندرہ سال پورے ہونے تک مغربی حکومتوں نے اپنے پاکستان پرستار حکمرانوں کی وساطت سے پاکستان میں انگریزی زبان اور کلچر کے لیے مضبوط بنیادیں قائم کر لیں۔''(۹)

اب ہماری نئی نسل مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم وتدریس میں اس قدر رنگ چکی ہے کہ انھیں صحیح رستے پر لانے کے لیے دو دہائیاں درکار ہیں، یہ بھی تب ممکن ہے جب حکمران سنجیدہ رویہ اختیار کریں۔

رفیع از ہر نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم۔فل کی ڈگری کے لیے جو مقالہ تحریر کیا وہ ''پیر کرم شاہ الازہری'' کی سیرت النبی ﷺ پر لکھی گئی سات جلدوں میں سے پہلی دو جلدوں کے لسانی جائزے پر مبنی ہے۔ پیر صاحب نے تحقیق اور روایت ودرایت کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے سیرت النبی ﷺ تحریر کیں اور اس کی پہلی دو جلدیں مستشرقین کے جواب میں لکھیں۔ مستشرقین نے تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ پر جو بے جا اعتراضات اٹھائے، پیر کرم شاہ الازہری نے تحقیق وجستجو کے بعد ان اعتراضات کا تحقیقی ومدلل جواب دے کر، اسلام کے مخالفین کا منہ بند کر دیا۔ یہ دونوں جلدیں انتہائی اہم ہیں جن میں مصنف نے انگریزی، عربی، فارسی اور دیگر زبانیں استعمال کی ہیں۔ رفیع از ہر کا وصف یہ ہے کہ اس نے ان دونوں جلدوں کا نہ صرف غائر مطالعہ کیا بلکہ اس کا لسانی جائزہ لیتے ہوئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ رفیع از ہر خود اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''ضیاء النبیؐ کی تخلیقی نثر میں فن کے وہ موتی بکھرے پڑے ہیں کہ افسانوی نثر جس کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا، اردو ناقدین کا اس طرف توجہ دینا، اردو ادب کے دائرہ کار کو وسیع کرنے کے مترادف ہوگا۔ یوں تو راقم نے ایم فل کے مقالے میں ضیاء النبیؐ کی بہت سی لسانی واسلوبیاتی جہات کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔''(۱۰)

ان کی کتاب کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رفیع از ہر اردو قواعد وزبان پر دسترس رکھتے ہیں۔ اس کے بغیر کسی بھی کتاب کا لسانی جائزہ لینا ممکن نہیں۔

رفیع از ہر کی ایک اور خوبی شاعری کے میدان میں ان کی تخلیقی قوتوں کا اظہار ہے۔ عشق نبی ﷺ ان کی گھٹی میں رچا بسا ہے۔ حمد کہنے کا سلیقہ بھی انھیں ہے اور نعت کہنے میں بھی وہ ادب کا کوئی قرینہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ان کا غیر مطبوعہ کلام ان کے جذبات کا عکاس ہے۔ غزلیں، نظمیں، بڑے سلیقے سے کہتے ہیں۔ ان کی غیر مطبوعہ غزلوں کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سلسلہ اتنا نہ قربت کا بڑھایا ہوتا
اور پھر نظروں سے ایسے نہ گرایا ہوتا
ہم ترے ساتھ تو پہلے بھی کہاں تھے اتنے
یوں حقارت سے تو نہ ہاتھ چھڑایا ہوتا(۱۱)

ایک اور غزل میں یوں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں:

تجھ میں ہمت ہے تو پھر سامنا کر حق کا
اور حق یہ ہے کہ ہاں! میں نے محبت کی ہے
عشق محکوم ، تڑپتا ہی رہا زیرِ ستم
حسن کے جورو جفا نے جو حکومت کی ہے(۱۲)

انھوں نے نظم میں جو انداز اختیار کیا ہے وہ بھی انفرادیت کا حامل ہے:

سپاہی

مری سرحدوں کے نگہباں سپاہی
سلامت رہیں تا قیامت الٰہی
مرے گلستاں کی بقا ہے انہی سے
یہ ارض وطن دے رہی ہے گواہی
چٹانوں سے مضبوط ان کے ارادے
رہِ پُر خطر کے یہ پُرعزم راہی
میں مالی چمن کا یہ رکھوالے اس کے
انہی کے ہے دم سے مری بادشاہی
حفاظت میں بے مثل سر تا قدم ہیں
کریں دشمنوں کی یہ مل کر تباہی
نشاں ہمتوں کے اگرچہ ہیں غازی
شہیدوں نے بھی رسم اپنی نباہی(۱۳)

رفیع ازہر کی اردو زبان سے محبت اور گہری دلچسپی ان کی شاعری میں بھی چھلکتی ہے۔اپنی نظم ''اردو زباں ہماری'' میں وہ اپنے جذبات کو یوں بیان کرتے ہیں:

سب بولیوں سے بالا اردو زباں ہماری
الفاظ اس کے اعلا ، اردو زباں ہماری
پختون ہوں یا سندھی ، پنجابی و بلوچی
ہر قوم کا سہارا ، اردو زباں ہماری
عصبیتوں کو زندہ درگور کر کے رکھ دے
ایسی ہے صدرِ والا! اردو زباں ہماری(۱۴)

درج بالا غیر مطبوعہ غزلیہ اور نظمیہ اشعار جہاں ان کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں وہیں وطن عزیز کے دفاع کے لیے مسلح افواج کی قربانیوں کا اعتراف بھی ہیں۔ پاک فوج کے جوان رات دن وطن کی سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے کبھی شکوہ کناں نہیں ہوتے، لیکن یہ بھی گوشت پوست کے انسان ہیں، نرم وگداز دل رکھتے ہیں۔ملکی حالات واقعات پر اور خونی رشتوں کو اذیت میں دیکھ کر ان کے دل بھی بھر آتے ہیں۔کوئی مکھڑا ان کی نظروں کو بھا جاتا ہے تو اسی کو دل میں بسا کر زندگی گزار دیتے ہیں، لیکن وہ جوان جو صاحبِ بصیرت ہیں، تخلیقی قوتوں کا اظہار کرنا جانتے ہیں، شاعری کے میدان میں کتھارس کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور ان کی ادبی وشعری تخلیقات اردو ادب کا گراں قدر اثاثہ بن جاتی ہیں۔ رفیع ازہر کی شاعری بھی انھیں

خوبصورت جذبوں کی آئینہ دار ہے۔

حوالہ جات

۱۔ کوائف نامہ، رفیع ازہر، غیر مطبوعہ، مملوکہ رفیع ازہر،ص:۱
۲۔ کوائف نامہ، رفیع ازہر، غیر مطبوعہ، مملوکہ رفیع ازہر،ص:۱
۳۔ ایضاً،ص:۲
۴۔ مکتوب بنام رفیع ازہر، غیر مطبوعہ، مملوکہ رفیع ازہر، محررہ ۲نومبر،۲۰۱۵ء
۵۔ مکتوب بنام رفیع ازہر، غیر مطبوعہ، مملوکہ رفیع ازہر، محررہ ۱۵دسمبر،۲۰۱۰ء
۶۔ رفیع ازہر، مضمون: مربی بہ یار۔۔۔ادب بہ خواندہ، مشمولہ: اسالیب، سہ ماہی، کتابی سلسلہ نمبر۲۳، ستمبر تا دسمبر ۲۰۱۶ء، سرگودھا،ص:۳۰
۷۔ ایضاً،ص:۳۱
۸۔ مکتوب بنام رفیع ازہر،۲۲جون ۲۰۱۱ء، مطبوعہ: نوائے وقت، روزنامہ، لاہور: مشمولہ: اسالیب، سہ ماہی، ستمبر تا دسمبر ۲۰۱۶ء،ص:۳۱
۹۔ رفیع ازہر، مضمون: قومی زبان کا نفاذ کیوں؟ مشمولہ: مخزن، ادبی مجلّہ، شمارہ نمبر۳۱، جلد نمبر۱۶، شمارہ نمبر۱، لاہور: قائداعظم لائبریری، ۲۰۱۶ء، ص:۹۲
۱۰۔ ضیاء النبی کے تناظر میں محاورہ اور مرادی معنی، مضمون مشمولہ: امتزاج، تحقیقی مجلّہ، شعبہ اردو جامعہ، کراچی: شمارہ نمبر۳، جنوری ۲۰۱۵ء،ص:۶۸
۱۱۔ رفیع ازہر، غزل، غیر مطبوعہ، مملوکہ: رفیع ازہر، ستمبر۲۰۱۰ء
۱۲۔ رفیع ازہر، غزل، غیر مطبوعہ، مملوکہ: رفیع ازہر، ۱۲جون ۲۰۱۶ء
۱۳۔ رفیع ازہر، سپاہی، غیر مطبوعہ، مملوکہ: رفیع ازہر، ۸فروری ۲۰۱۶ء
۱۴۔ رفیع ازہر، اردو زباں ہماری، غیر مطبوعہ، مملوکہ رفیع ازہر، ۲جولائی ۲۰۱۶ء

☆......☆......☆